JANUARY 2005
ماہنامہ
کرن
نیا سال مبارک
اس شمارے کے ساتھ کرن کتاب
عید اسپیشل

رضوانہ امیرالحق

آرکاٹ سے ٹیسوں

digestlibrary.com

وہ حضرت گلے میں سرخ رومال ڈالے جھومتے جھامتے تیز قدموں سے اس کے پیچھے پیچھے چلے آ رہے تھے۔ عبادہ عمر کے دل کی دھڑکن جتنی تیز ہوئی تھی اس سے کہیں زیادہ رفتار اس کے قدموں نے پکڑ لی تھی۔ بیگ کا اسٹریپ شولڈر سے اتر کر لٹک گیا۔ ہاتھ میں سینڈل اٹھائے وہ بھاگ رہی تھی۔

دوپٹے کا پلو سر سے اتر گیا۔ آنچل بے ترتیب ہو کر قدموں کی مٹی چھونے لگا۔ مگر اسے اپنا ہوش نہ تھا۔ لمحہ بھر کو گردن موڑ کر اس نے پیچھے دیکھا اور اسے اپنے اتنے پاس دیکھ کر نئے سرے سے اس کی ہوائیاں اڑنے لگیں۔

”یا اللہ! کیسا منحوس دن تھا جو میں اپنی شامت بلانے کو تنہا اور پیدل نکل کھڑی ہوئی۔“ اس کے دل سے دہائی نکلی۔

اور پھر ایک گیٹ دائیں جانب کا اسے تھوڑا سا کھلا نظر آیا۔ وہ دھڑ سے گیٹ وا کرتی اندھا دھند اندر کو بھاگی۔ سر دیوار سے ٹکرایا یا ستون سے، سر گھوم رہا تھا آنکھیں دیکھنے کے قابل نہ رہیں۔

”کون ہیں آپ۔ ؟ اور اس طرح منہ اٹھائے کسی کے گھر میں داخل ہونے کا کیا طریقہ ہے؟“

”نہیں۔ ! دیواریں بھی بولتی ہیں کیا۔“ بھاری مردانہ آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی اپنے چکراتے سر کو قابو کر کے آنکھیں کھولیں تو حیرت کی زیادتی سے آنکھوں نے پلکوں کی جھالر گرانے سے انکار کر دیا۔

جس کا سہارا لیے وہ مزے سے اپنے حواس ٹھکانے لگانے میں منہمک تھی وہ کوئی دیوار یا ستون نہیں ایک لمبا چوڑا بے حد ڈیشنگ پرسنالٹی کا انسان تھا۔ یکدم اسے اپنے سر میں اٹھتی ٹیسوں کا دھیان آیا تو سر گھومنے میں دیر نہ لگی۔

”آپ اینٹ پتھر کی دیوار ہیں یا انسان کیا ضرور تھی میرے سامنے آنے کی لے کر میرا سر پھوڑ دیا۔ اف۔ پیچھے وہ ذلیل بکرا۔ آگے بکرا نما انسان۔“ کرنٹ کھا کر اس کا بالوں بھرا مضبوط و قوی بازو چھو اس سے دور ہٹتے ہوئے وہ اسی پر الٹ پڑی۔

اتنے سارے بے بنیاد الزامات پر وہ ہکا بکا اس کی شکل تکنے لگا۔ پیچھے ہٹنے کی آواز آئی تو مڑ کر حشام جلیل کو قہر آلود نگاہوں سے گھورنے لگا جسے اس کی عزت کی بھی کوئی پروا نہ تھی۔

حشام نے اس کے تیوروں سے گھبرا کر لب بھینچ لیے۔ تبھی عبادہ عمران دونوں کی پروا نہ کرتے ہوئے زمین پر پڑی سینڈل اور اپنا بیگ ہاتھوں میں اٹھا سرعت سے گیٹ کی جانب بڑھی۔

مگر ڈرتے ڈرتے گیٹ سے باہر جھانک کر فوراً سر اندر کر لیا۔

”ہاؤ اسٹرینج۔ کمال کی ہیں محترمہ!“ حشام جلیل اب بیٹھی پھر نظر آنے لگی۔

”ٹھک سے دل پر وار کیا مگر ذرا جو شرمندہ ہو۔ اسے کہتے ہیں چوری اور پھر سینہ زوری۔“

”شٹ اپ۔“ وہ غرایا دفعتاً ”عبادہ عمران سراسیمہ سی مڑتی نظر آئی سینڈل اب بھی اس کے ہاتھ میں تھی۔

”وہ۔ ب۔ بکرا۔“ عبادہ منمنائی۔

”کیا مطلب ہے آپ کا۔ یہ اتنا ڈیشنگ آپ کو بکرا نظر آ رہا ہے۔“

حسام نے آگے بڑھ کر اسے ڈپٹا تو وہ ایک لمحے کو سٹپٹا گئی۔
"نہیں۔ میں یہ کہہ رہی تھی کہ آپ۔ بکرے۔"
"حد ہوگئی۔" اب کے ہارون عباس کی برداشت جواب دے گئی۔
"ایک تو آپ اس گھر میں بلا اجازت گھس آئیں دوسرے مسلسل ہماری بے عزتی کر رہی ہیں۔" اس کا دل چاہا اس چھٹانک بھر لڑکی کا حشر کردے۔
"ہمیں بکرا کہہ کر۔" حسام جلیل نے لقمہ لگایا تھا۔
"اس سلسلے میں آپ پر دفعہ چار سو بیس لگ سکتی ہے اور آپ ہرجانہ ادا کیے بغیر اس گھر سے باہر قدم نہیں رکھ سکتیں۔"
"دماغ خراب ہوگیا ہے آپ کا میں آپ دونوں کو

بکرا نہیں کہہ رہی بکرا تو باہر ہے۔ جس سے جان بچا کر میں نے یہاں پناہ لی ہے۔"

"اوہ!" لگتا تھا ہارون عباس کو یقین نہیں آیا تھا۔ اس نے بے حد مشکوک نظریں عبادہ عمر پر جما رکھی تھیں۔

تنگ ٹراؤزر چڑھائے' ہاف سلیوز کی گہری سرخ قمیص اور دوپٹہ اس کے متناسب سراپے پر بہت جچ رہا تھا۔ بے حد گورے سڈول بازو' کلائیوں میں پڑی چند سرخ چوڑیاں' بے حد مغرور نقوش اور سرخی مائل بھورے سلکی بال جو کلپ کی قید سے آزاد ہوتے چہرے کے گرد پریشان تھے۔

وہ کہیں سے بھی فراڈ نہیں لگ رہی تھی۔ جبکہ عبادہ عمر اس کی تفتیشی نگاہوں سے بری طرح چڑ گئی۔ تپ کر بولی۔

"کمال ہے آپ مجھے چور ڈاکو سمجھ رہے ہیں۔ ذرا باہر جھانک کر دیکھنے کی زحمت کریں' تاکہ آپ کو میری بات کا یقین آجائے۔"

اس کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی حشام جلیل لمبے لمبے ڈگ بھرتا گیٹ تک پہنچا اور بوکھلا کر ہارون عباس کو پکارا۔

"بکرا۔۔۔ یار یہ بکرا تو ہماری کیاریاں ہضم کرنے کے چکر میں ہے۔" وہ باہر جھانک کر اطلاع دے رہا تھا۔

گیٹ کے باہر چار فٹ آگے تک بڑی خوب صورت ہری بھری کیاری تھی ہارون عباس نے سرعت سے قدم بڑھایا۔ عبادہ عمر بھی اس کے پیچھے لپکی۔

"اب آگیا نا یقین۔۔۔" وہ مسرت سے بولی تو ہارون عباس نے رک کر خشمگیں نگاہوں سے اسے گھورا۔

"یہ رہا ہمارا بکرا۔" باہر ایک گاڑی رکتے ہی نعرہ لگا تھا اور اس میں سے نکلنے والے نو عمر لڑکوں نے لپک جھپک کر بکرے کو دبوچ لیا۔

"اچھا تو یہ آپ کا بکرا ہے' بکرے کو سنبھالنے کا ڈھنگ نہیں آتا تو اتنی جلدی خریدنے کی کیا ضرورت تھی۔" وہ ان لڑکوں پر برسی۔

"ایسا بے ہودہ اور بد تمیز بکرا ہے کہ میرے پیچھے لگ کر جان عذاب میں کر دی۔"

"مس ہمارا بکرا بڑا باذوق ہے "دل والا" آپ کے حسن کی تاب نہ لا سکا ہوگا جبھی آپ کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔"

بکرے کو کار میں زبردستی ٹھونستے ہوئے کہہ کر وہ تینوں یہ جا وہ جا جب اسے ان کی بات سمجھ میں آئی تو پارہ چڑھ گیا۔

"اسٹوپڈ' ایڈیٹ۔۔۔" غصے میں جھنجلا کر وہ کھولتی رہی۔

"جاہلوں سے اتنا بھی نہ ہوا اس بکرے کی وجہ سے میں آؤٹ آف وے ہوں تو مجھے لفٹ ہی دے دیں اب کتنا زیادہ مجھے پیدل چلنا پڑے گا۔" بڑبڑا کر وہ چپ ہوئی تو ان دونوں کی طرف دھیان گیا جو دل کھول کر ہنس رہے تھے۔

"آپ لوگ ہنس رہے ہیں میرا مذاق اڑاتے آپ کو شرم تو نہیں آتی۔"

"پہلے یہ بتائیں لفٹ لے کر دل والے بکرے کے ساتھ سفر کرتے آپ کو کیسا لگتا؟" حشام شرارت سے گویا ہوا تو اسے ان کی بات نئے سرے سے یاد آئی مگر ان دونوں سے مغز ماری کرنے کی بجائے ان پر لعنت بھیجتی وہ سر جھٹک کر آگے بڑھ گئی۔

ہارون عباس کی نگاہوں نے دور گلی کے آخری کونے تک اس کا پیچھا کیا تھا۔ حقیقتاً" اس کا دلکش حسن کسی کا بھی ایمان ڈگمگانے کے لیے کافی تھا۔ اور ناک پہ دھرا غصہ سوچ کر وہ مسکرا دیا۔

☆ ☆ ☆

"میرا جی چاہتا تھا میں ان دونوں کو شوٹ کر دوں بجائے میری مدد کرنے کے الٹا میرے غصے کو ہوا دے رہے تھے۔"

"تمہارا تو دماغ خراب ہو گیا ہے جو آغا جی کے آرڈر کو چیلنج کرنے نکل کھڑی ہوئی تھیں۔" طارم بدر نے ناک سکیڑ کر کہا تھا۔

"جب آغاجی نے کہہ دیا ہے گھر کی خواتین کو تنہا
ڈرائیور کے بغیر کہیں آنے جانے کی اجازت نہیں
تو پھر......"

"میں خاتون نہیں لڑکی ہوں۔" عبادہ عمر نے بھڑک کر تصحیح کی تھی۔

"باؤلی ہو اور کچھ نہیں' جب لوگ ان دنوں بکرا ...کا رخ کر رہے ہیں ہم نیشنل کمیونٹی ہال کے بک ...میں جا گھسیں۔"

"تو کیا میں بکرا ایگزیبیشن میں جاؤں؟" طارم بدر کی ...پر وہ بری طرح تپ گئی تھی۔

"کوئی حرج بھی نہیں ہے۔" وہ شرارت پر آمادہ ...ل۔

"دو دن بعد عمر بابا' شمشیر لالہ اور آغاجی قربانی کے لیے ...ے خریدنے جا رہے ہیں تم بھی چلی جاؤ سستے ...اں مل جائیں گے۔"

"پہلی بات تو یہ ہے اگر میں نے جانے کا نام بھی لیا ...غاجی میرے گلے پر ہی چھری پھیر دیں گے وہ ام آج ...بکرے کا دماغ خراب ہوا تھا۔ اس روز چلی گئی تو بکرا ...بیشن کے سارے بکروں کا دل پھسل جائے گا۔ ...ل والے بکروں کی دہشت سے میں لمحوں میں ...ت پا جاؤں گی۔ پھر تم بقر عید کے روز میرے قل ...نا اور اپنی منگنی کے روز میرا چہارم پڑھنا۔" اس ...ہنستے ہوئے خود ہی اپنی بات کو انجوائے کیا تھا۔

"تم بک فیئر گئی کیوں تھیں۔" طارم کو دھیان آیا ...پوچھ لیا۔

"تمہارے لیے منگنی کا گفٹ لینا تھا' عصمت ...ل کیا کمال کی رائٹر تھیں۔ ان کی بہترین تحریریں ...نے کلیکٹ کی تھیں۔ مگر آج کا دن ہی بہت برا
"اس نے پچھلے پندرہ منٹ کی گفتگو میں کوئی ...ہویں دفعہ آخری والا جملہ دہرایا تھا اس کے لٹکے ...منہ کو دیکھ کر طارم بدر سر جھٹکتی کمرے سے نکل ...تو وہ دھپ سے بستر پر چت لیٹ گئی۔

✡ ✡ ✡ ✡

ریسٹورنٹ کے گراؤنڈ ہال میں بے پناہ رش تھا۔ ہارون عباس نے اندر داخل ہو کر ہجوم کے بیچ ٹیبلز پر نگاہیں دوڑائیں اور پھر ایک میز پر اسے وسیط آفریدی بیٹھا ہوا نظر آ گیا۔ وہ سرعت سے قدم اٹھاتا اس تک پہنچا۔

"سوری یار...! آئی ایم ٹو لیٹ۔" اس نے اپنی رسٹ واچ میں ٹائم دیکھتے ہوئے معذرت کی تھی۔ مگر وسیط آفریدی نے ابرو چڑھا کر اسے گھورا۔

"کانٹریکٹ ملنے کی خوشی میں ڈنر تم دے رہے ہو اور تمہارے انتظار میں دو کولڈ ڈرنک چڑھا کر میں اپنی جیب ہلکی کر چکا ہوں۔"

"او کے او کے میں ابھی آیا۔" وہ ہنستے ہوئے کہہ کر کاؤنٹر کی طرف بڑھا وسیط آفریدی بے زاری سے ادھر ادھر نظریں گھمانے لگا اسے پتا تھا۔ کاؤنٹر پہ رش کی وجہ سے وہ پندرہ بیس منٹ سے پہلے نہیں آنے والا۔

"ایکسکیوزمی۔ پلیز میرا آرڈر ایکسیپٹ کریں۔" اس کی آواز پر وہ پھرتی سے مڑی تھی۔ مگر ہارون عباس کی شکل دیکھ کر وہ کچھ اور سرعت سے رخ موڑ کر کھڑی ہو گئی۔ مگر اتنے میں ہی ہارون عباس اسے دیکھ چکا تھا... اسے حیرت کا جھٹکا لگا تھا۔ اس نے لب بھینچ کر خشمگیں نظروں سے اسے دیکھا' ڈارک پرپل ٹی شرٹ اور پرپل ہی پی کیپ لگائے وہ یہاں آرڈر پیش کر رہی تھی۔

"یہ انسان نما بکرا یہاں کہاں ٹپک پڑا۔" عبادہ عمر اندر ہی اندر اس کی ڈراتی ہوئی نگاہوں سے کنفیوز ہو گئی تھی۔ اس کی طرف سے ہٹ کر وہ کاؤنٹر کے دوسرے سرے پر چلی گئی۔ مگر وہ وہاں پر بھی آ گیا اور دوسرے کاؤنٹر بوائے کو اپنا آرڈر پلیس کر کے اسے گھورتے ہوئے کسی کو موبائل پر رنگ کرنے لگا۔ عبادہ عمر کو اس کے سامنے اس وقت خجالت سی محسوس ہو رہی تھی۔

"تو آپ بکروں کو پیچھے لگانے کے علاوہ انسانوں کو انٹرٹین کرنے کا بھی کام کرتی ہیں۔" ایک منٹ بعد ہی اپنا موبائل آف کر کے وہ اس کی طرف متوجہ ہوا تھا۔

"لینگویج پلیز مسٹر...! آپ کو میرے پرسنلز میں

انٹرفیئر کا کوئی حق نہیں ہے۔" اس کی بات کا مطلب سمجھ کر وہ بلبلا گئی تھی۔

"جس جگہ آپ کھڑی ہیں اس وقت یہاں آپ پبلک اتھارٹی ہیں۔" ہارون عباس نے اسے جتایا تھا۔

"یہ آپ کا کانسیپٹ ہو سکتا ہے میرا نہیں یہاں کھڑے رہنے والے بھی انسان ہوتے ہیں اور ان کی اپنی بھی کچھ مجبوریاں ہوتی ہیں۔"

"اچھا۔! آپ کی کیا مجبوری ہے وضاحت دینا پسند فرمائیں گی۔"

"آپ میرے کیا لگتے ہیں جو میں آپ کو وضاحت دوں۔" اس کی ذات کی انسلٹ کرنے والے لفظ اور چبا چبا کر کہنے کا انداز عبادہ عمر کے اندر آگ لگا رہا تھا۔ مگر جس جگہ وہ کھڑی تھی وہاں اس کی اچھی طرح خبر نہیں لے سکتی تھی۔ لہجہ کاٹ دار مگر دھیما رکھا کہ کوئی اور اس کی طرف متوجہ نہ ہو مگر ہارون عباس پچھلے پندرہ منٹ سے دیکھ رہا تھا لڑکے کس طرح اس کے پاس منڈلا رہے تھے۔

"میں کون ہوں یہ آپ نہیں جانتیں تو جلد جان جائیں گی۔" ہارون نے غالباً" اسے دھمکی دی تھی۔

"مگر گھر جا کر اپنے گھر والوں کو وضاحت ضرور دیجئے گا۔"

"ایکسکیوزمی آپ کو کیسے پتا کہ میرے گھر والوں کے علم میں میری جاب نہیں ہے۔" وہ سراسیمہ ہو گئی۔

"آپ کے اس خوب صورت چہرے پر لکھا ہے۔" ہارون عباس استہزائیہ سی ایک دل جلانے والی مسکراہٹ اچھال کر اپنی ٹرے اٹھائے مڑ گیا۔

"ڈیم اٹ۔" عبادہ نے دانت پیستے ہوئے اس کی پشت کو گھورا تھا۔ پھر گلاس وال سے باہر نظر پڑی تو نائٹ شفٹ میں جوکر کا رول کرنے والا محمد علی ماسک میک اپ کی تہ میں چہرہ چھپائے دانت دکھاتے ہوئے اسے سلام جھاڑ رہا تھا۔ عبادہ نے جھنجلا کر اسے منہ چڑا دیا۔

☆ ☆ ☆

وہ تھکی ہاری، پورچ میں رک جانے والی گاڑی سے اتری تو پرل پیلس کے وسیع لان میں چار عدد بکروں کو دیکھ کر اس کی روح فنا ہونے لگی۔ بکرے کافی کیم شحیم سے تھے۔

عبادہ عمر کو لگا کہ اسے دیکھ کر ہی "ہاں۔ ہاں۔" آوازیں نکال رہے ہیں۔ مگر شکر کہ وہ بندھے ہوئے تھے۔

عبادہ عمر سرپٹ دوڑتی اپنے کمرے کی طرف بھاگی۔

"یہ سارے لونگے بونگے کام تمہیں ہی کیوں سوجھتے ہیں۔" ابھی ڈھنگ سے سانس بھی بحال نہ کر پائی تھی کہ طارم بدر جو کہ آغا جی کے چھوٹے بیٹے کی لاڈلی دختر' چار بھائیوں کی اکلوتی بہن اور عبادہ عمر کی اکلوتی سہیلی تھی اس کے سر پر آسوار ہوئی۔

"اب کیا افتاد آپڑی۔" وہ بیزاری سے بولی۔

"تم سے بڑی افتاد کوئی ہو سکتی ہے۔ تمہیں اپنا خیال ہے نہ آغا جی کی عزت کی پروا ہے۔" طارم بدر اس سے ڈپٹنے والے لہجے میں گویا تھی۔ عبادہ کے دل میں الارم بجنے لگا۔

"ہو نہ ہو اس "موٹے بکرے" نے ہی اطلاع دی ہوگی۔ ہائے اللہ آغا جی اب میرا کیا حشر کریں گے۔" اسے فکر ہوئی تھی۔

"تم اس ریسٹورنٹ میں کلونٹرویٹر کی جاب کر رہی ہو تمہارے دماغ کی کوئی کل سیدھی بھی ہے یا نہیں تمہارے اس ایڈونچر کا اگر آغا جی اور گھر کے باقی مردوں کو پتا چلا تو جانتی ہو تمہارا کیا حشر ہوگا۔"

"آئی ایم ساری طارم۔" آغا جی کو نہیں پتا چلا سن کر ہی وہ فریش ہو گئی۔

"بس یہ آخری بار ہے۔ آغا جی کو نہیں پتا چلنا چاہیے میں اس جاب کو گڈ بائے کہہ چکی ہوں یہ دو ہزار روپے آٹھ دن کی محنت کا نتیجہ۔" اس نے خوش ہو کر طارم کو نوٹ دکھائے۔

"مگر تمہیں ان پیسوں کی کیا ضرورت ہے۔" وہ حیرت زدہ ہو گئی۔

"ضرورت تھی ناں بھلا میں اپنی پیاری سی"

کو گفٹ نہ دیتی۔" اس نے لپک کر طارم کے گال چوم لیے اور بولی۔

"وہ جو اس دن میں اکیلی بک فیئر گئی تھی تو میں اپنا پرس ایک جگہ رکھ کر بے دھیانی میں آگے بڑھ گئی تھی۔ جب تمہارے لیے بک پسند کر کے پے منٹ کرنے کے لیے دیکھا تو پرس غائب، پرس ڈھونڈا تو مل گیا باقی تمام چیزیں اس میں جوں کی توں مگر ہزار ہزار کے نوٹ غائب وہ تو شکر ہے چند پانچ کے سکے بیگ میں پڑے تھے۔ جس کے ذریعے میں یہاں تک کا کرایہ ادا کر پائی۔" وہ کہتی گئی۔ طارم آنکھیں پھاڑے سن رہی تھی۔ وہ چپ ہوئی تو بے ساختہ بولی۔

"مرو۔ تمہارے ساتھ یہی ہونا چاہیے تھا اور جاؤ میرے بغیر۔" اس کے جھڑکنے پر عبادہ عمر کے آگ لگ گئی۔

"تم سے کہا تو تھا۔ مگر تم جیسی غدار دوست ہی وقت آنے پر دغا دے جاتی ہیں۔"

"باہر اتنی دھوپ اور گرد و غبار میں نکلنے سے میری جلد کا ستیاناس ہو جاتا میری منگنی ہونے والی ہے سو مجھے اپنی کیئر کرنی ہے۔ دیکھو پچھلے آٹھ دس دنوں میں میں اچھا خاصا ویٹ لوز کر چکی ہوں اب ہینڈسم فگر لگ رہا ہے میرا۔" وہ مزے سے اتراتے ہوئے بول رہی تھی تو عبادہ اس کے اترانے پر جل بھن گئی۔

"اللہ کرے شادی تک تمہارا رنگ کالا بھجنگ ہو جائے اور تم موٹی بھینس بن جاؤ۔" اس نے بددعا دی۔ بس پھر طارم سے دو تین کشن اور تکیے کی مار ایک ساتھ وصول کی۔

"مگر تمہیں میری جاب کے بارے میں کیسے پتا چلا۔" اسے پوچھنے کا دھیان آیا تھا۔

"وسیط نے مجھے فون کر کے بتایا تھا۔ انہوں نے آج تمہیں ریسٹورنٹ میں دیکھا تھا۔"

"اوہ۔" اس نے لب سکیڑے اور خجل سی ہو گئی۔

☆ ☆ ☆

بقر عید کے دوسرے روز وسیط آفریدی اور طارم بدر آفریدی کی منگنی قرار پائی تھی۔

گھر کے اندر مکینوں اور مہمانوں کی ہلچل تھی تو گھر کے باہر بکروں کی "بھیں ایں ایں بھاں" جاری تھی۔

طارم کے چھوٹے بھائی اویس اور طلحہ بڑے خوش خوش بکروں کی خدمت میں لگے تھے اور بکروں بیچاروں کا جانے کیا حال ہو گا جو کل قربان ہو جانے تھے۔ عبادہ عمر تو اپنے کمرے کی کھڑکی سے ہی بکروں کا نظارہ کرتی کھلے ہوئے ہوتے تو ان کے قریب پھٹکتی بھی نہ تھی۔ اور ان کے بندھے ہونے پر بھی اٹھارہ فٹ دور سے گزرتی۔ جس پر اویس اور طلحہ خوب ہی اس کا مذاق اڑاتے۔ مگر ایک بکرے کی شرارت نے اسے سبق سکھا دیا کہ "خوب صورت و نازک لڑکیاں بکروں سے بچیں۔"

اب جو وہ اس روز کے واقعہ کے بارے میں سوچتی تو خود پر ہنسی آنے کے بعد "اجنبی آشنا" بھی ساتھ ہی یاد آجاتا۔ جس سے بعد میں ریسٹورنٹ میں ملاقات ہوئی تھی۔

گھر میں اک ہنگامہ بپا تھا۔ چھوٹی اور بڑی پھپھو بھی معہ اپنے اہل و عیال کے آئی ہوئی تھیں۔ ان کی بیٹیاں طارم کی منگنی کی خوشی میں آج ہی ہال کمرے میں ڈھولک لے کر بیٹھ گئیں حیرت کی بات یہ کہ آج تو آغا جی نے بھی انہیں۔ جھاڑ نہ پلائی جس سے ان کے جوش و خروش میں اضافہ ہو گیا تھا۔

تیرے ہاتھوں میں نو نو چوڑیاں ہیں
ذرا ٹھہرو جیجا جی مجبوریاں ہیں
ملن ہو گا ابھی اک سال کی دوریاں ہیں

جویریہ، ماہم، صدف اسماء وغیرہ کی تان اونچی ہی ہوتی جا رہی تھی۔ اپنے حساب سے شاعری چینج کر کے انہوں نے گانے کا بھی "چانپ" پارچہ بنا ڈالا تھا یہ عبادہ کا خیال تھا۔

شہیر اور شہمیر لالہ کے حکم پر ان کے دوستوں کے لیے روسٹ اور چانپیں بن رہی تھیں جن کی خوشبو سے پورا گھر مہک رہا تھا۔

طارم بدر صاحبہ نے آج بے حد سادگی میں صرف

پنک کلر کا نیا جوڑا زیب تن کیا تھا بقول اس کے۔

"اگر میں آج ہی بج دھج کر میک اپ کرلوں تو کل مجھ پر بھلا کیا روپ آئے گا۔" وہ عبادہ عمر کو سلگانے کے لیے آج کل کچھ اسی قسم کی گفتگو کرتی تھی۔۔۔ جس پر عبادہ عمر سے بے بھاؤ کی سنتی کیونکہ مذاق مذاق میں اس نے ایک بار طارم سے کہہ دیا تھا۔

"میں تجھ سے زیادہ خوب صورت ہوں' نازک ہوں مگر جانے کیسے آنکھ کے اندھے لوگ ہیں جنہیں میں نظر ہی نہیں آتی کہ کوئی رشتہ لے کر گھر تک آجائے۔" جب وسیط نے کسی تقریب میں طارم بدر کو دیکھ کر پسند کیا اور جھٹ پٹ رشتہ بھجوا دیا۔ تبھی اس نے یہ بات کہی تھی۔ مگر طارم کو اسے چھیڑنے کا بہانہ مل گیا۔

ان باتوں سے قطع نظر آج عبادہ عمر کی تو چھب ہی نرالی تھی۔ وائٹ آرگنزہ نیٹ کی پشواز' چوڑی دار پائجامہ اور بڑے سے دوپٹے میں وائٹ پرل سیٹ' ہاتھوں میں سلور کڑھائی کی مناسبت سے سلور ہی چوڑیاں' سلور نازک سی سینڈل پہنے وہ کسی شہزادی سے کم نہ لگ رہی تھی۔ تقریباً" سب ہی نے اس کی تعریف کی تھی۔

بی جان نے تو اس کی ماں آمنہ بیگم سے کہہ کر اس کی باقاعدہ نظر اتروائی تھی۔ وہ اترائی اترائی پھر رہی تھی۔

اور شہیر لالہ نے تو اسے سختی سے تاکید کردی کہ وہ گیسٹ روم کے آگے بھی نہ پھٹکے۔ انہیں بھی اس سے ہر قسم کی بے وقوفیوں اور الٹی حرکتوں کی توقع رہتی تھی اور اس کی حشر سامانیاں ایسی تھیں کہ وہ نہیں چاہتے تھے کسی دوست کی نگاہ بھی اس پر پڑے۔

ایک تو اس کا حسن بے مثال اس پر بے وقوفانہ سی معصومیت' انیس سال کی ہونے کے باوجود پری میچیور تھی۔

"سنو' سنو محسن۔۔۔!" اس نے پورچ تک دوڑ لگا کر اپنے چھوٹے بھائی محسن کو روکا جو گاڑی میں بیٹھ رہا تھا رک کر اسے دیکھنے لگا۔

"کہاں جا رہے ہو۔" پھولتی سانسوں کے درمیان پوچھا تھا۔

"آغا جی کے دوست کے گھر جا رہا ہوں قربانی کا گوشت دینے۔" اویس بھی فرنٹ ڈور کھول کر باہر نکل آیا۔

"قربانی کا گوشت تو مستحقین کے لیے ہوتا ہے۔ آغا جی کے دوست یقیناً" اس تعریف پر پورے نہیں اترتے ہوں گے۔" عبادہ عمر پچھلی سیٹ پر چٹائی کے ٹوکرے میں پڑی بکرے کی تنومند ران دیکھ کر ناک چڑھاتے ہوئے بولی۔

"یہ سبق تم آغا جی کو جا کر پڑھاؤ۔ ہمیں دیر ہو رہی ہے بھوک زبردست لگی ہے۔ واپس آکر پیٹ پوجا بھی کرنی ہے۔"

"اچھا ایسا کرو مجھے میری دوست کے گھر ڈراپ کرتے جاؤ۔"

"کہاں۔"

"رستے میں بتا دوں گی۔" وہ فرنٹ ڈور کھول کر دھپ سے اندر جا بیٹھی۔

"اسی حلیے میں۔" ڈرائیونگ سیٹ سنبھالتے سنبھالتے اویس بدک گیا۔

"تو۔۔۔ اس طرح لے جانے میں چالان ہو جائے گا کیا۔" وہ تنک گئی تھی۔

"آغا جی اور بی جان کو بتایا۔" اس نے پوچھا۔

"ہاں۔" وہ مختصراً" بول کر ڈٹی رہی تو ناچار محسن کو پچھلی سیٹ پر ٹوکرے کے پاس گھس کر بیٹھنا پڑا۔ آغا جی کا کوئی حکم ٹالنے کی وہ جرات نہیں کر سکتا تھا۔

"کہاں جانا ہے۔۔۔؟" اویس نے جھنجلا کر پوچھا تھا۔ آدھا رستہ وہ طے کر چکا تھا مگر وہ منہ سے کچھ بولے بغیر باہر کے نظاروں میں منہمک تھی۔

"تم ایسا کرو پہلے آغا جی کے دوست کے گھر چلو۔ اس گوشت کے ٹوکرے کے ساتھ تو کم از کم مجھے اپنی دوست کے گھر نہیں جانا ہے۔ وہ کیا سوچے گی ہم گوشت لائے ہیں مگر اسے دیا نہیں۔" بات اس کی معقول تھی سو خاموشی سے اویس نے گاڑی آغا جی کے

دوست کے گیٹ پر لا روکی۔
جانی پہچانی جگہ اور گھر دیکھ کر عبادہ عمر چونک اٹھی۔
دل زور زور سے دھڑک کر اک عجیب سی خواہش کر بیٹھا وہ کنفیوز ہو گئی۔ ایک طرف تو اس بندے کی تیکھی زبان تھی اور دوسری طرف مچلتے دل کی بے ساختہ خواہش۔
محسن نو کرا گھسیٹ کر گیٹ تک پہنچا جیسے ہی اس نے بیل دی عبادہ کی سماعت اور آنکھیں پوری طرح ادھر متوجہ ہو گئیں۔
شاید وہ دونوں پہلے بھی یہاں آتے رہے ہوں۔ اس لیے واچ مین نے گیٹ کھول کر انہیں پہچانتے ہوئے اندر بلا لیا۔
"جنگلی۔۔۔! دونوں کو میرا ذرا خیال نہ آیا کہ مجھے بھی اندر لے چلتے۔" وہ کھول کر بڑبڑائی اویس اور محسن کو حقیقتاً یاد نہ تھا یا وہ جان بوجھ کر اسے چھوڑ گئے تھے۔
کافی دیر سے وہ انتظار کر رہی تھی۔ دفعتاً ایک سلور گرے کرولا اس کے پاس آن رکی عبادہ کو دیکھ کر ہارون عباس چونکا تھا۔
"آج کون سی مجبوری آپ کو یہاں لے آئی ہے۔۔۔" اس کا لہجہ اور نظریں بڑی کاٹ دار تھیں اس لیے وہ سر تا پیر جھلس گئی۔
"مطلب کیا ہے آپ کا' میں کوئی مجبور و بے بس لڑکی نظر آرہی ہوں آپ کو۔" دل کی نرمی لمحوں میں بھاپ بن کر اڑ گئی اور غصہ آگیا۔
"کیا نظر آرہی ہیں آپ' اچھی طرح دیکھ رہا ہوں۔" ہارون عباس نے بازو سینے پر لپیٹ کر بغور اسے دیکھا۔ عبادہ عمر نے اپنے حلیے کا احساس کرتے ہی سٹ پٹا کر رخ موڑ لیا۔
"بائی داوے کسی کا دعوت ولیمہ اٹینڈ کر کے آرہی ہیں آپ۔" اس نے دلچسپی سے پوچھا تھا۔ عبادہ عمر اس وقت پہلی بار اپنی تیاری پر پچھتائی تھی۔ خجالت سے چہرہ سرخ ہوا تھا۔ پھر ناک پر غصے کا بوجھ بڑھنے لگا۔
"آپ ہی کا دعوت ولیمہ ہے بھول گئے کیا؟" وہ جل کر بولی۔
"واپس آجو کے۔۔۔" اس نے ایک بلند قہقہہ لگایا تھا۔
"میرا اور آپ کا دعوت ولیمہ تو ایک ساتھ ہی ہو گا۔ کیا خیال ہے بھیجوں پرپوزل۔۔۔؟" وہ اس کی جانب جھکا حیرت سے عبادہ کا منہ کھل گیا۔ پھر وہ ایک دم سیدھا ہوا اور بڑے اسٹائل سے بولا۔
"ویسے بھی آپ جیسی لڑکیاں جان بوجھ کر ایسے اتفاقات پیدا کرتی ہیں جو میرے جیسے ہینڈسم لڑکوں کو متوجہ کر کے پرپوزل کا سبب پیدا کریں۔" حیرت کے برف خانے سے نکل کر عبادہ عمر تپتی ہوئی بھٹی میں جا گری۔ وہ اسے اتنی گری پڑی لڑکی سمجھ رہا تھا۔
"ان الفاظ سے آپ کا مطلب کیا ہے؟" وہ چیخی۔
"نائی فٹ۔۔۔ میں لعنت بھیجتی ہوں آپ جیسے ہٹلر کے جانشینوں پر جنہیں لڑکیوں کی توہین کے علاوہ کوئی کام نہ آتا ہو۔"
"او ہائے۔۔۔ ہارون بھائی آپ عبادہ بجو کو کون سا سبق پڑھا رہے ہیں۔ یہ سب پڑھ پڑھا چکی ہیں۔" ہارون عباس کو دیکھ کر محسن چہکا تھا۔
"ایک چھیٹر رہ گیا ہے یار۔۔۔! جو ہارون بھائی اسے پڑھائیں گے۔" اویس بھی معنی خیزی سے گویا تھا۔
"شٹ اپ۔۔۔ تم دونوں سے تو میں گھر جا کر نبٹوں گی۔" وہ غرائی اس کا لال بھبو کا چہرہ دیکھ کر دونوں نے ایک دوسرے سے اشارے میں استفسار کیا اور کاندھے اچکا کر رہ گئے۔
"آپ لوگوں کو پتا ہے حالات اچھے نہیں ہیں۔ پھر بھی مغلیہ دور کی یہ قیمتی یادگار آپ لوگوں نے اس گاڑی میں ہی چھوڑ دی۔"
گاڑی اسٹارٹ کرتے اویس کی ہنسی چھوٹ گئی۔ جبکہ محسن اس کا مزاج برہم دیکھ کر بمشکل سنجیدہ شکل بنائے بیٹھا تھا۔
"تمہیں کہاں ڈراپ کروں۔" اویس نے پوچھا تھا۔
"جہنم میں۔۔۔" وہ سخت تپے ہوئے لہجے میں بولی۔
"جنتی بندہ ہوں جہنم کا پتا نہیں جانتا۔" اس کے تپنے

پر اویس کھلکھلایا۔

"شٹ اپ اویس۔ سیدھے گھر چلو۔" وہ تو صرف انجوائے کرنے ان دونوں کے ساتھ سب کی نظر بچا کر نکل کھڑی ہوئی تھی۔ الٹا لینے کے دینے پڑ گئے۔ سارے خوشگوار موڈ کا بیڑہ غرق ہو گیا۔

☼ ☼ ☼

دوسرے دن تک وہ چپ چپ سی تھی اپنی بے عزتی کا احساس مارے ڈال رہا تھا سو دل کی من مانی پر اس نے اسے ڈپٹ دیا۔ بادل نخواستہ وہ رات میں فنکشن اٹینڈ کرنے کے لیے تیار ہوئی کہ طارم بدر کے طعنوں نے جان عذاب میں کر رکھی تھی۔

آغا جان، بابا جان اور چھوٹے پاپا (طارم کے والد) کے ساتھ بڑے جوش و خروش سے وسیط کے گھر سے آنے والے مہمانوں کو اٹینڈ کر رہے تھے۔

وہ ان سے قدرے دور خواتین کے لیے پھولوں کے ہار اور گجرے لیے کھڑی تھی جب ہارون عباس اور حشام جلیل مسکراتے ہوئے اس کے سامنے جا کھڑے ہوئے۔

"ہیلو۔" ہارون عباس نے اس کے آگے سر جھکایا۔ عبادہ عمر نے رخ موڑ لیا۔ تو وہ سر اٹھا کر اس کے دلکش چہرے کو دیکھ کر بولا۔

"آپ کے ہاں مہمانوں کے ساتھ یہ سلوک کیا جاتا ہے۔ ہم نے کیا قصور کر دیا ہے۔ جبکہ ہم وسیط آفریدی کے خاص الخاص دوست بھی ہیں۔" اس کی آواز اور بولنے کا انداز بے حد دلکش تھا۔ عبادہ نے اعتراف کیا۔ مگر ماتھے کے بلوں میں کمی نہ آنے دی۔

"میں اجنبیوں کے منہ لگنا پسند نہیں کرتی۔" وہ ناگواری سے بولی تو حشام جلیل نے مشکوک نگاہوں سے ہارون عباس کو گھورا۔

"لگتا ہے کوئی تازہ ترین ٹاکرا ہوا ہے۔" ہارون کے لبوں پہ مچلتا تبسم دیکھ کر اس کا شک یقین میں بدل گیا۔

"اسے چھوڑیں میڈم! میں نے کیا قصور کیا ہے۔" اس نے مسکین سی صورت بنا کر پوچھا اس کی بے نیازی برداشت نہیں ہو رہی تھی۔

"دوستی کا۔" وہ مختصراً کہہ کر دوسری طرف چلی گئی۔

"تیری وجہ سے آج ایک خوب صورت لڑکی نے مجھے لفٹ دینے سے انکار کر دیا ہے۔" حشام نے بے حد تلملا کر ہارون عباس کو گھورا۔

"شٹ اپ۔" ہارون اس کا بازو پکڑ کر شہمیر لالہ کی طرف بڑھ گیا جو ان کی طرف ہی آ رہے تھے۔

طارم بدر پارلر سے تیار ہو کر سیدھی اسٹیج پر پہنچی تھی۔ چونکہ وہ بہت لیٹ یہاں پہنچی تھی اس لیے اس کے آتے ہی رسم شروع کر دی گئی۔ عبادہ جان بوجھ کر اس کے پاس نہ گئی کہ اسٹیج پر تو اس کے سسرالیوں کا قبضہ تھا۔ کچھ وہ خود بھی اپ سیٹ تھی۔ رہ رہ کر نظریں اس "نفسول گر" پر پڑتیں جو بلیک کلر کے ڈنر سوٹ میں اپنی وجیہہ پرسنالٹی سمیت اکثر لڑکیوں کی توجہ کا مرکز تھا۔

اک شان بے نیازی سے وہ گھر کے سب لوگوں میں گھل مل چکا تھا۔ یہ سب دیکھ دیکھ کر اس کا خون جل رہا تھا تقریب ختم ہونے تک وہ اچھی خاصی ٹینس ہو کر ڈھے گئی تھی۔

☼ ☼ ☼

ہفتہ دس دن وہ بیمار رہی تھی اس عرصے میں کوئی دو سو بار تو ضرور اس اجنبی آشنا کی اکڑ و غرور پر لعنت بھیج چکی تھی مگر اس دل کا کیا کرتی جو اس کی توہین آمیز باتوں کو نظر انداز کر کے ہنسی خوشی اس کے پرپوزل اور پھر ملن کی آس و امید میں بندھ گیا تھا۔ مگر دماغ مسلسل ایسی کسی خوش امیدی کی مخالفت کرتا رہا کہ اگر اس کا پرپوزل آیا بھی تو انکار کر دیتا ہے۔

دل و دماغ کی اس کشمکش کا اس کی خوش طبع پر برا اثر پڑا تھا۔ مزاج بے حد چڑچڑا ہو گیا تھا۔ اپنی ہی بے زاری سے تنگ آ کر وہ طبیعت فریش کرنے باہر نکل کھڑی ہوئی۔

طارم بدر نے اس کے ساتھ جانے سے صاف انکار

...یا۔ اسے اپنا اسائنمنٹ جمع کروانا تھا جس کے لیے
...ج سے قلم تھامے ضروری پیپرز میں سر دیے بیٹھی
...۔ اس نے بی جان سے کہہ کر آغا جی سے اجازت لی
...وہ اپنی فرینڈ سامعہ کے گھر جا رہی ہے۔ آغا جی نے
...ں کو کہہ دیا کہ وہ اسے چھوڑ کر آجائے۔ تنہا ڈرائیور
...ساتھ گھر کی کسی بھی لڑکی کو وہ بھیجنے کے مخالف
...سو اولیس اسے دروازے سے ہی چھوڑ آیا۔
...آج اس کی شامت ہی آئی تھی جو یہ سب ہو گیا۔
...نہیں معلوم تھا کہ وہ گھر واپس پہنچے گی تو۔۔۔
...جو کچھ اس نے غضبناکی کا چولہ پہنے آغا جی سے سنا
...ی اور کے شاک کا سبب ہو یا نہ ہو مگر اس کے لیے
...ک دھماکے سے کم نہ تھا۔
...ایک ذرا سے ایڈونچر اور تھوڑے سے مزے کے
...ی سزا وہ روتی ہوئی منہ سر لپیٹ کر پڑ گئی۔
...غا جی اس سے یہ بات سننے کے لیے تیار ہی نہ تھے
...سامعہ کے گھر میں کسی کے نہ ہونے کی وجہ سے
...۔ اولیس اسے چھوڑ کر گاڑی بھگا لے گیا تو وہ
...کی طرف پلٹی تھی۔ اور بیل دینے پر پتا چلا سامعہ
...ری فیملی کہیں گئی ہوئی ہے۔ وہ اولیس کے سیل پر
موبائل سے کال کر کے اسے واپس بلا سکتی تھی۔
...بس اچانک ہی اس کی ذہنی رو بہکی تھی کہ وہ آغا
...اجازت لے کر ہی تو آئی ہے۔ انہیں کیا پتا
...کہ نہ ملنے پر وہ کہاں گئی۔ وہ وقت سے پہلے ہی
...ار پہنچ جائے گی۔ آج تک اپنے کارناموں کا کوئی
...اس نے آغا جی کے لیے نہیں چھوڑا تھا۔ اس
...اس نے سوچا ایک اور چوری کر لینے میں کیا حرج

...یہ اس کی بدقسمتی کہ سی سائیڈ پر بڑا پر لطف سا
...وقت گزار لینے کے بعد پارکنگ ایریا سے ذرا آگے
...دے کے نزدیک کھڑی گول گپے کے ٹھیلے سے
...گپے لے کر کھا رہی تھی تو اسے گمان سا ہوا تھا۔
...سے گزرنے والی ایک گاڑی میں آغا جی بیٹھے
...ول گپے کا پانی اس کے گلے میں پھنس گیا۔ اور
...کھانسنے سے وہ کھانسنے لگی۔ حواس بحال کر کے چور

نظروں سے اس نے اپنے اطراف میں دور دور تک دیکھا۔ کہیں بھی اسے وائٹ شیراڈ نظر نہ آئی۔

"آغا جی اس وقت یہاں کیسے آسکتے ہیں۔" اس نے سوچا۔ "اور وہ تو اپنی ہی کار میں باہر نکلتے ہیں۔"

کندھے اچکا کر اپنا خوف کم کرتے ہوئے وہ نزدیکی ریسٹورنٹ میں گھس گئی۔ پلیٹ میں دھری چٹ پٹی فرائیڈ فش اور کولڈ ڈرنکس سے مکمل انصاف کرتے اس کا چلتا منہ اور ہاتھ رک گیا۔ کسی نے چابی سے ٹیبل بجا کر اسے متوجہ کرنا چاہا تھا۔

اس کی نگاہ گرے پینٹ وائٹ شرٹ اور کالر کو جکڑے گرے لائننگ کی ٹائی سے ہوتی اوپر پہنچی تو وہ بھنا کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

آنکھوں پر گلاسز چڑھائے متبسم لبوں کے ساتھ وہ یقیناً "اس کی چوری پکڑے جانے پر گھور رہا تھا۔

اب اسے یاد آیا کہ اس ریسٹورنٹ میں اسے دیکھنے کے بعد اسی نے وسیط بھائی کو اطلاع دی تھی۔ اور انہوں نے طارم بدر کو بتایا ہوگا۔

"آپ کو کسی نے مجھ پر خدائی فوجدار مقرر کر رکھا ہے۔" اس کے تلملانے پر ہارون عباس کو بڑا لطف آیا۔

"میں آپ جیسے لڑکوں کے یہ گُنس خوب جانتی ہوں۔ خوبصورت لڑکیوں کا پیچھا کر کے ان سے ملاقات کے اتفاقات پیدا کرنا آپ کی ہابی ضرور ہوگی۔ مگر اس کے نتیجے میں آنے والے پرپوزل کو اپنے گھر سے بے عزت کر کے نکالنے میں مجھے بہت مزا آتا ہے۔ ڈیو انڈر اسٹینڈ؟" ہر لفظ چبا چبا کر کہتے اس نے اپنی بے عزتی کا آج بھرپور بدلہ لے لیا تھا۔ ٹشوز سے ہاتھ صاف کر کے پے منٹ پلیٹ کے نیچے دباتی وہ بیگ شولڈر پر ڈالے جانے کو تیار ہو گئی۔

"چلتی ہوں۔۔۔" اسے خشمگیں نگاہوں سے گھور کر گردن کو جھٹکا دیتے اس نے اطلاع دی اور کھٹ کھٹ شوز بجاتی آگے بڑھ گئی۔

"ایکسکیوزمی مس!" وہ اس کے پیچھے ہی آیا تھا۔

"نو ایکسکیوزڈ۔۔۔" عبادہ عمر کو اس کے چند لمحے

پہلے کے خاموش تاثرات سے بڑا سکون محسوس ہوا تھا۔ جلتے بلتے دماغ پر جیسے یکدم ٹھنڈے پانی کی پھوار برسی تھی۔

"آپ کسی بہت بڑی خوش فہمی کا شکار ہیں میڈم!" ہارون عباس کے لہجے میں طنز بڑا واضح تھا۔

"آپ نے جس روز میرے پرپوزل کی پیشکش پر "نائی فٹ" کہا تھا اسی روز میں نے سوچا۔ آپ نہ سہی آپ جیسی کسی دوسری خوبصورت لڑکی کسی ایسے ہی اتفاقات کے نتیجے کا انتظار کررہی ہوگی۔ سو میرا پرپوزل ایک خوبصورت لڑکی کے گھر جاچکا ہے۔ اور چند دنوں بعد میری انگیجمنٹ ہے۔ یہی بتانے اور آپ کو انوائٹ کرنے کے لیے میں یہاں آپ کو دیکھ کر رک گیا تھا۔" اس کے لبوں پر بڑی دل جلانے والی مسکراہٹ اتر آئی تھی۔ عبادہ عمر ایک بار پھر توہین کے احساس سے جل اٹھی۔

وہ فوراً ہی پلٹ کر اپنی گاڑی کی طرف بڑھا اور گاڑی پارکنگ کی جگہ سے نکال کر اس کے پاس لا روکی۔ اور پھر اطمینان سے گویا ہوا۔

"جس طرح "دیکرپے" کا بہانہ کرکے آپ پہلی بار میرے گھر تشریف لائی تھیں' اس طرح کوئی اور بہانہ کرکے ایک بار پھر آغا جی سے چوری آپ میری انگیجمنٹ میں بھی آجائیے گا۔ مجھے خوشی ہوگی۔"

وہ بار بار اسے آغا جی کی دھمکی دے کر خوفزدہ اور مشتعل کررہا تھا۔ عبادہ عمر کا جی چاہا گاڑی کی کھڑکی سے جھانکتا اس کا خوبصورت سے ہیئر اسٹائل والا سر توڑ کر رکھ دے۔ مگر صرف اس پر غرا کر رہ گئی۔

"میری بلا سے آپ ایک چھوڑ دس خوبصورت لڑکیوں سے منگنیاں کرتے پھریں' میں نے آپ کو خوش کرنے کا ٹھیکا نہیں لے رکھا۔" عبادہ نے ٹیکسی کی تلاش میں آگے بڑھتے ہوئے اس کا قہقہہ سنا تھا۔ اس کے قدموں کے ساتھ ساتھ ہارون عباس کی کرولا رینگ رہی تھی۔ دوبارہ وہ اسے لفٹ کی آفر کرچکا تھا۔ مگر عبادہ اس کی طرف سے منہ پھیرے چلتی رہی تھی۔

"شام گہری ہوگئی ہے میڈم۔! دوست نہ دشمن سمجھ کر ہی بیٹھ جائیں۔" اس نے آخ[ری] کوشش کی۔

"بہرحال دشمن جان کر بھی آغا جی کا سوچیں تو ا[یک] انجان ڈرائیور سے زیادہ قابل اعتبار ہوں میں۔" او[ر اس] کی یہ کوشش ناکام نہیں ہوئی۔ کمبخت نے حوالہ [بھی] سپرپاور کا دیا تھا۔

وہ ایک نظر گہرے پڑتے آسمان کو دیکھ کر خا[موشی] سے اس کی گاڑی میں بیٹھ گئی تھی۔

☼ ☼ ☼

"سیر سپاٹے کرکے آگئیں صاحبزادی؟" لاؤنج [سے] گزر کر اپنے کمرے میں جاتے ہوئے آغا جی کی [گرج دار] آواز پر اس کے حواسوں پر بجلی گری تھی۔ وہ تو سم[جھ رہی] تھی آغا جی کو دیکھنا اس کا وہم ہے مگر۔

"پہلے اس سے پوچھ تو لیں۔ کیا پتا آپ کو غلط [فہمی] ہوئی ہو۔" بی جان کی منمناتی آواز آئی تھی۔ اس [کا] مطلب تھا ماما جان' بابا جان بھی وہاں موجود تھے۔

"ہوں ہم صاحبزادی سے یہ پوچھیں کہ ڈھلتی [عمر] میں یہ اپنے بزرگوں کو بے وقوف بنا کر کہاں اور [کس] کے ساتھ تھیں۔

یا یہ پوچھیں کہ پچھلے دنوں ہوٹل میں ہیرا کیوں [کو] پریشان کس نے دیا تھا۔

یا یہ پوچھیں کہ دوست کے گھر پڑھائی کے بہا[نے] سے جانے کے بعد وہاں سے مختلف ایگزیبیشنز [اور] ہوٹلوں میں پھرنا اور گھر والوں کو دھوکا دینا کہاں سیکھا۔" وہ غصب ناک ہوکر دھاڑ رہے تھے۔ عبادہ دانتوں میں سختی سے دبائے کانپتی کھڑی تھی۔

"بس بہت ہوگیا۔ کب تک ہم اس شتر بے مہار پر نگاہ رکھیں گے۔ ہمیں اپنی عزت جان سے بھی پیاری ہے۔ سبحان سے کہتا ہوں اپنے پوتے کی ا[ماں کو] جلد سے جلد لے آئے اور نکاح پڑھوا کر اسے [لے] جائے۔" ان کا فیصلہ گھر بھر کو ہلا چل گیا۔

طارم بدر کو اس ساری صورتحال میں بہت م[...]

ماضی، حال، مستقبل، محبت، شادی
اور قسمت
آپ کا برج کیا کہتا ہے؟

آپ کے ستارے

○ آپ اپنی شخصیت کا جائزہ لیں اور اپنے دوستوں کو پہچانیں۔ اپنے منفی پہلو پر غور کریں اور خوبیوں کو ابھاریں
یہ کتاب آپ کی بہترین دوست اور تنہائی کی ساتھی ثابت ہوگی۔
○ پہلی بار 12 برجوں پر ایک مستند کتاب آج ہی قریبی بک اسٹال و بکڈپو سے طلب فرمائیں۔
○ 400 صفحات آفسٹ پرنٹنگ، مجلد
خوبصورت سرورق
قیمت صرف 150
(ڈاک خرچ پیکنگ فری)
○ آج ہی 150 روپے کا ڈرافٹ پے آرڈر
منی آرڈر ارسال فرمائیں۔
ڈاک سے منگوانے اور دستی خریداری کے لیے تشریف لائیں۔

مکتبہ عمران ڈائجسٹ
37۔ اردو بازار کراچی
فون:- 216361

ا۔ وہ تو برتن دھونے والی ماسی کے گھر سے اس کا ڈھول
ں منگوا چکی تھی۔ اور اس کی اس مستعدی پر عبادہ عمر
ں آنکھیں اسے گھور گھور کر دکھ گئیں۔ جسم کا آدھے
ے زیادہ خون جل گیا۔

کئی ماہ پہلے کوئی اڑتی پڑتی خبر اس نے سنی تھی کہ اس
ر پوزل آیا ہوا ہے اور آغا جی اس پر غور کر رہے
۔ مگر کسی نئے لوگوں کی آمدورفت نہ ہوئی تو وہ اپنی
و اطبیعت کے سبب بھول بھال گئی تھی۔

"وہ کون ہے..... کیسا ہے۔" یہ فکر دامن گیر
ی۔ بارہا اس کا تصور آنکھوں میں اتر آیا۔ جس نے
ائے اسے ہرٹ کرنے کے کچھ نہیں کیا تھا۔ مگر دل
ر بھی اس کا حامی محسوس ہو رہا تھا۔ وہ جب جب اپنے
نے والے شریک حیات کا سوچتی اسے وہی یاد آتا۔
ہیں کسک سی اٹھتی۔

"جب اسے میری پروا نہیں ہے تو مجھے بھی اس کی
ا نہیں ہونی چاہیے۔" اس نے جھنجلا کر سوچا تھا۔
ں کے بعد آغا جی کا فیصلہ اس نے جی جان سے قبول
لیا تھا۔ مگر ان کی بے اعتباری اس کے سکون میں
ل مچا دیتی۔

انہوں نے اس روز جو کچھ دیکھا وہ بھی ایک اتفاق
ی تھا۔ مگر آغا جی نے اسے کس انداز میں لیا تھا۔ یہ
ت اس کے لیے دکھ اور شرمندگی کا باعث تھی۔ وہ آغا
ی کا دل صاف کرنا چاہتی تھی ان کے سامنے احتجاج
نا بے کار تھا سو بی جان کے پاس وہ چلی آئی تھی۔

"بی جان! یہ سارا کیا دھرا اس..... اس اسٹوپڈ کا
ہے۔" اب تک عبادہ عمر کو اتفاق سے ملنے والے کا نام
نہیں پتا تھا۔ اگر اتفاقات خوشگوار تاثر چھوڑتے تو وہ
نے کی سعی بھی کرتی۔

"مجھے اس کا نام نہیں پتا بی جان مگر اویس ۔۔ اور
ن کو پتا ہے۔" یہ کہہ کر اس نے بقرعید کے روز کی
لی کہہ سنائی۔ جب وہ ان دونوں سے جھوٹ بول کر
ی کے ساتھ آغا جان کے دوست کے گھر چلی گئی
ی۔ اویس نے اسے پکارا تو تھا مگر اپنے غصے کے آگے
ے ہارون عباس کے نام کی پروا ہی نہ ہوئی تھی۔

بی جان اس کے بتانے پر اسے ملامت کرتی نظروں سے دیکھنے لگیں۔

"ایسی ایسی حرکتیں کرتی ہو اور پھر کہتی ہو آغا جی کی بے اعتباری مجھے دکھ دے رہی ہے۔" بی جان کے کہنے پر وہ ایک بار پھر شرمندہ ہوگئی۔

"بی جان میری دوست کے فادر اس ریسٹورنٹ کی انتظامیہ کے انچارج ہیں۔ ان کی ایک فی میل ورکر اچانک جاب چھوڑ کر چلی گئی تھی۔ ایک بولڈ اور کانفیڈنٹ لڑکی کا انتخاب کرکے اس کو سروس کے لیے ٹرینڈ کرنے میں انہیں کچھ وقت چاہیے تھا۔ سو صرف ایک ہفتے کے لیے میری فرینڈ نے مجھے وہاں جاب کرنے کا کہا۔"

اس نے یہ نہیں بتایا کہ اسے پیسوں کی ضرورت تھی۔ سو اس کی دوست کے فادر نے عبادہ عمر کی بولڈ نیس خوبصورتی اور مسکراہٹ کا اسے معاوضہ دیا تھا۔ ورنہ اسے آتا جاتا خاک کچھ نہ تھا۔

"میں نے سوچا ایک ہی ہفتے کی تو بات ہے۔ ضروری نہیں کہ وہاں کوئی جاننے والا آجائے۔ یہ تھوڑی سی انجوائنمنٹ تھی اور کچھ نہیں۔

پی سائیڈ بھی سامعہ کے گھر سے میں تنہا ہی گئی تھی۔ مگر وہ اسٹوپڈ وہاں مل گیا۔ وہ آغا جی کا جاننے والا' اور وسیط بھائی کا دوست ہے بی جان۔ اسی لیے میں اس کے ساتھ گھر آگئی تھی۔ مگر یہ اتنا بڑا قصور تو نہیں ہے بی جان کہ آغا جان مجھے اپنی اور آپ سب کی محبتوں اور اعتبار سے بے دخل کردیں۔" وہ ان کے زانوؤں پر سر رکھے دھیمے دھیمے کہتی گئی۔

جب سے بی جان نے اس کے احتجاج پر اسے بتایا تھا کہ "تمہارے آغا جان تمہیں ایک غیر مرد کے ساتھ باہر پھرتے دیکھ کر اپ سیٹ ہیں۔ اسی لیے وہ جلد از جلد تمہارا نکاح کردینا چاہتے ہیں۔ رخصتی تمہارے فائنل ایگزامز کے بعد ہوگی۔ یعنی چار ماہ بعد۔۔۔"

انہوں نے اسے سنجیدگی سے بتایا تھا۔ عبادہ آغا جان سے تو کچھ نہ کہہ سکتی تھی۔ مگر باقی سب کی طرح وہ بھی اپنی بات بی جان کے ذریعے آغا جان تک پہنچانا چاہتی تھی۔

"مجھے آغا جی کے فیصلے پر کوئی اعتراض نہیں ہے بی جان بس مجھے میرا اعتبار واپس دلادیں۔ یقین مانیں بی اس لڑکے سے کوئی افیئر نہیں ہے۔۔۔ نہ کوئی دل معاملہ۔۔۔" یہ آخری لفظ کہتے اس کے لب لرز رہے تھے۔ جھوٹ میں اتنا دم نہیں ہوتا کہ وہ زبان سے سچ کی طرح بلا جھجک ادا ہو۔ اس کی نگاہیں بھی ڈبڈبا کر جھک گئیں۔

"پلیز بی جان! آئی سوئیر اب دوبارہ کیا کبھی بھی آپ لوگوں کے اعتماد کو ٹھیس پہنچانے والی کوئی حرکت مذاق میں بھی نہیں کروں گی۔" اس کی بھرائی آنکھیں دیکھ کر وہ پسیج گئیں۔ اور آغا جان سے بات کرنے کا وعدہ کرلیا۔

☼ ☼ ☼

طارم لڑکیوں کی فوج کے درمیان گھسی بیٹھی گلا پھاڑ پھاڑ کر ڈھولک پیٹتے ہوئے گانے گا رہی تھی۔ ساتھ اسے بھی دبوچ کر اپنے برابر میں بٹھالیا۔ عبادہ کانوں میں انگلیاں ٹھونسے اس کو خشمگیں نگاہوں سے گھورے جا رہی تھی۔ بالآخر اس کا ضبط جواب دے گیا۔

"بند کرو خدا کے واسطے ظالم لڑکی ادھر آغا جان اب تک مجھ سے ناراض ہیں ادھر تم اپنا بے سرا بھونپو بجا کر میرا ضبط آزما رہی ہو۔"

"کوئی نہیں طارم بجو بہت اچھا گا رہی ہیں۔" ہال لڑکیوں نے شور مچادیا۔ تو طارم نے فرضی کالر اکڑائے۔

"تم غدار! تم تو اس طرح بتیسی کی نمائش کرتے ہوئے خوش ہو رہی ہو جیسے میری پریشانی سے کوئی سروکار ہی نہ ہو۔"

"یہ سب تمہارا کیا دھرا ہے۔ خود ہی بھگتو۔ ابھی میں تمہاری بے وقوفیوں پر آٹھ آٹھ آنسو تو بہا سے رہی۔ آفٹر آل میری سہیلی کی شادی ہے۔" یہ کہہ کر طارم بدر اک شان بے نیازی سے پھر گلا پھاڑ

گئی۔
دولہے راجا آئیں گے، سہیلی کو لے جائیں گے
دل تو ہمارا بھی ڈولے گا۔۔۔ ڈولے گا
"اتنی ہی بے تاب ہو تو آغا جان سے کہہ کر تمہاری بارات بھی بلوالوں۔۔" وہ دانت کچکچاتے ہوئے اس پر طنز کر گئی۔
"پہلے آغا جی کے آگے اپنا مقدمہ جیت لو۔ پھر چاہو تو میرا بھی پیش کر دینا' میں سو جان سے راضی ہوں۔" طارم بدر نے تو اپنی ہی جھونک میں شوخی دکھائی تھی مگر اس کی بات کے پہلے جملے کا مفہوم سمجھ کر عبادہ عمر کا چہرہ سرخ پڑ گیا۔
"اب تو اپنے پرائے سب ہی زبان سے پتھر برسائیں گے ایک اتفاقی ملاقات جیسی غلطی جو قسمت میں تھی۔
مگر کیا آغا جان نے وسیط بھائی کے دوست کو پہچانا نہیں ہو گا؟ پھر وہ اس سے کچھ پوچھتے کیوں نہیں' مجھ پر اتنی بے اعتباری کا مظاہرہ کیوں کر رہے تھے۔ آغا جان کے علم میں میری پہلے کی بھی نادان حرکتیں تھیں پھر ایک جاننے والے شخص کے ساتھ مجھے دیکھ کر وہ اتنے ناراض کیوں ہو گئے کہ آنا "فانا" میرے نکاح کا فیصلہ کر لیا۔ اس کا مطلب تو یہی ہے کہ انہیں مجھ سے کوئی خطرہ محسوس ہوا تھا۔" یہ سب سوچ کر وہ لب کاٹنے لگی اسی وقت ایک بچی نے آ کر اس کے فون کا بتایا تو وہ وہاں سے جان چھوٹنے پر شکر ادا کرتی اٹھی اور صوفے میں دھنس کر ریسیور کان سے لگا لیا۔
"سنا ہے کل تمہارا نکاح ہو رہا ہے۔۔۔" دل کی کسک جگانے کے لیے اس دشمن جاں کی آواز ریسیور سے ابھری تھی۔
"تو۔۔۔؟" وہ اس کی آواز پہچان کر پھنکاری۔
"تو یہ کہ آپ تو میری منگنی میں شریک ہوئی نہیں۔ مگر میرا دل اور ظرف اتنا وسیع ضرور ہے کہ میں دشمن کی خوشیوں میں بھی شریک ہوں گا۔" اس کے لہجے میں اسے چڑانے کے لیے' ہنسی کی آمیزش تھی۔ اور وہ پچھلی ملاقات یاد کر کے واقعی چڑ گئی۔

"آپ کی وجہ سے مجھ پر آج یہ افتاد آ پڑی ہے کہ میں اپنے ہی گھر میں بے اعتبار ٹھہری ہوں۔ کل اگر آپ یہاں نظر آئے تو میں آپ کو شوٹ کر دوں گی۔" اسے دھمکا کر عبادہ نے غصے میں ریسیور کریڈل پر تقریباً "پٹخ دیا تھا۔ اور سر دونوں ہاتھوں میں تھام لیا۔

☼ ☼ ☼

دوسری شام وہ سج سنور کر اپنے کمرے میں لڑکیوں کے نرغے میں بیٹھی تھی۔
"لڑکے والے آ گئے۔" شور اٹھا تو کمرہ فوراً "ہی خالی ہو گیا۔ سب استقبال کرنے لان کی طرف بھاگیں۔
طارم کی منگنی والے دن سے زیادہ آج رونق تھی مگر اس رونق میں بھی وہ اداس تھی۔ کچھ بھی اچھا نہ لگ رہا تھا۔
نکاح خواں کے ساتھ سب سے آگے آغا جان تھے۔ جی بھرا ہوا تھا۔ نکاح کے وقت وہ روئی اور خوب روئی کہ سب ہی آبدیدہ اور پریشان ہو گئے۔ تب نکاح خواں اور گواہوں کے کمرے سے باہر جانے کے بعد آغا جان نے باقی سب کو بھی باہر بھیج دیا اور خود اس کے پاس بیٹھ کر اس کا سر اپنے شانوں سے لگا لیا۔
"آغا جی۔۔۔! پلیز مجھے معاف کر دیں۔ میں نے ہمیشہ اپنے ام میچور حرکتوں سے آپ کو پریشان کیا۔ باغیانہ روش اپنائی اور ہر بار آپ کو چیلنج کر کے میں خوش ہوتی رہی۔ مجھے علم نہیں تھا آپ اس طرح مجھ سے ناراض ہو جائیں گے۔" عبادہ کے رونے اور شکوہ کرنے میں شدت آ گئی۔ تبھی آغا جان نے اپنے شانے سے اس کا سر ہٹا کر میک اپ اور جیولری سے سجے سندر مکھڑے پر پھیلتے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔
"بیٹیاں پرائی عزت ہوتی ہیں عبادہ! اور ان کی حفاظت کرنا بزرگوں کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ بیٹیوں کو حدود و قیود کا خیال رکھنا چاہیے کہ یہ ان کے بھلے کے لیے ہی ہوتا ہے۔ میں تم لوگوں سے کبھی بھی بے خبر نہیں رہتا۔ اسی لیے میں نے اس روز تمہارے غلط

قدم پر تمہیں خبردار کیا تھا۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ مجھے تم پر اعتماد و بھروسہ نہیں رہا۔

تمہارے نکاح کا یہ فیصلہ میری بے اعتباری نہیں۔ میری دلی خوشی تھی بیٹا! اور مجھے اچھا لگا تم نے آرام سے میرا یہ فیصلہ مان لیا۔" ان کی بات پر عبادہ عمر گنگ ہوگئی تھی۔ پھر ہوش میں آتے ہی سر جھکا کر بولی۔

"میں آپ کی نافرمانی کبھی بھی نہیں کر سکتی تھی آغا جان۔ بس آپ کے نزدیک اپنی ذات کے بے اعتبار ہونے کا دکھ رلا رہا تھا۔"

"بھول جاؤ ان سب باتوں کو۔" وہ اس کا سر تھپتھپا کر اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ عبادہ ایک دم ہلکی پھلکی ہوگئی۔

آغا جان کے کمرے سے نکلتے ہی اس کے بیڈ پر رکھا اس کا موبائل بجنے لگا۔ اس نے ریسیو کرنے سے پہلے نمبر دیکھا۔ انجانا نمبر تھا۔

"اپنے وعدے کے مطابق اس وقت آپ کے لان میں 'میں موجود ہوں' شوٹ کرنے کے لیے تشریف لے آئیے۔" ہنستی آواز اس کی سماعت میں اتری۔

عبادہ عمر کے لب آپس میں سختی سے بھینچ گئے۔

"نہ نہ غصہ نہیں کرنا۔ اتنی خوبصورت دلہن پر فی الوقت غصہ اچھا نہیں لگے گا۔ برے بھلے القابات بھی بعد کے لیے اٹھا رکھو۔ مگر ایک منٹ کے لیے پلیز کھڑکی سے نیچے دیکھو۔"

وہ بے ساختہ ہی اپنا بھاری سرخ کامدار دوپٹہ سنبھالتی کھڑکی کے پاس پہنچی۔ عین سامنے ہی لان کی جھلملاتی روشنیوں میں وہ ڈارک براؤن ڈنر سوٹ میں فریش فریش سا کھڑا مسکرا رہا تھا۔

"اچھا لگ رہا ہوں نا۔۔۔؟ اب کہہ بھی دو۔۔۔" کبھی کبھی دل کی بات ماننے میں نقصان نہیں ہوتا۔" اس کا حسن اپنی نظروں کی بے تابی میں محفوظ کرتا وہ شوخی سے کہہ رہا تھا۔

عبادہ عمر نے موبائل آف کرنے کے ساتھ کھڑکی کے پٹ بھی سختی سے بند کر دیے اور اسی سے ٹیک لگائے موبائل بیڈ پر اچھال کر لمبی لمبی سانس بھرنے لگی۔

اب وہ کسی اور کی بن چکی تھی۔ اور اس نے آغا جان کا اعتبار بھی حاصل کر لیا تھا۔ مگر اس دل کا کیا کرتی۔ جو سود و زیاں کا حساب کر رہا تھا۔ مگر پلس ٹوپلس دل کے حصے میں خسارہ ہی آیا تھا۔

"دل تو نادان ہے۔۔۔ وقت لگے گا مگر بہل ہی جائے گا۔" آزردگی سے اس نے سوچا تھا۔ تقریب اختتام کو پہنچی تھی۔ طارم کے لاکھ اصرار پر بھی اس نے اپنے ہونے والے شریک حیات کو نہیں دیکھا تھا۔

☼ ☼ ☼

دوسرے روز وہ طارم بدر کے کہنے پر ہوٹل اس کے ساتھ چلی آئی۔ بقول اس کے۔

"بڑی مشکلوں سے تمہارے کنجوس ہسبینڈ سے ٹریٹ لی ہے۔ اس شرط پر کہ میں تمہیں بھی ساتھ لاؤں۔" اس کی انکار کرنے کے باوجود بی جان نے آکر چپکے سے اس کے کان میں کہا "چلی جاؤ۔۔۔" تب وہ پورے اعتماد کے ساتھ تیار ہوئی تھی۔ یقیناً طارم نے ہی بی جان کو اپنا ہمنوا بنایا ہوگا۔ تاکہ آغا جان سے وہ خود نمٹ لیں۔

مگر ہوٹل کی ریزرو ٹیبل تک آتے آتے وہ کنفیوز ہوگئی۔ ہتھیلیاں پسینے میں بھیگ گئیں۔

"تمہیں ہی بڑا شوق تھا نا۔ کوئی تمہیں پسند کرے اور پرپوزل بھیج دے۔ دیکھ لو۔ کیسا دیوانہ ملا۔ جس نے آغا جی سے اصرار کر کر کے تمہیں اپنا بنا کر ہی دم لیا۔" طارم بدر اس کی کیفیت ملاحظہ کرتے ہوئے طعنہ دینے سے باز نہ آئی۔

عبادہ انگلیاں چٹخاتے ہوئے اسے گھور کر رہ گئی۔

"ریلیکس ہو کر بیٹھو۔" ٹیبل تک پہنچتے ہی طارم نے اسے گھرکا تھا۔ "چہرے سے ہونق پن ختم کرو۔ خبردار یہاں سے اٹھنا نہیں۔ میں ابھی جا کر دیکھتی ہوں ٹریٹ دینے والا ہمیں بلا کر کہاں غائب ہے۔"

"ارے۔ یہ آپ ہیں۔۔۔ آپ تو کل سے بھی زیادہ خوبصورت لگ رہی ہیں۔" عبادہ نے گردن گھما کر

دیکھا۔
وہ اس کے دلکش، نازک سراپے اور چوڑیوں بھرے حنا لگے ہاتھوں کو بھرپور سراہتی نظروں سے تک رہا تھا۔

"یقیناً یہ سب میری محبتوں کا اعجاز ہے۔" عبادہ کے چہرے کا سراسیمہ سا حیا آمیز تاثر خفگی میں بدل گیا۔ وہ اپنی کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ تڑختے ہوئے گویا ہوئی۔

"اس بیہودہ بکواس کا مطلب۔۔۔؟ اپنی حد میں رہیں مسٹر!"

"اوہ۔۔۔ ہائے ہارون۔۔۔! تم یہاں کیسے۔ بھئی بہت بہت مبارک ہو۔" جینز اور کرتا دوپٹہ میں ملبوس ایک بولڈ اور نازک سی لڑکی نے جاتے جاتے پلٹ کر مسرت سے اسے پکارا تھا۔

"یور وائف۔۔۔؟" اس نے استفہامیہ نگاہوں سے ہارون کو دیکھا تو ہارون نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اسے دیکھ کر شوخی سے کہا۔

"یس! شی از مائی وائف۔۔۔ ہاؤ از شی۔۔۔؟" اسے عبادہ عمر کے چہرے کے بدلتے تاثرات بہت مزا دے رہے تھے۔

"سو کیوٹ۔۔۔ اینڈ ویری پریٹی۔۔۔ کبھی اسے لے کر گھر آنا۔" وہ عبادہ کے گال نرمی سے چھوتی ہارون کو تاکید کر کے آگے بڑھ گئی تو وہ خونخوار نظریں اس پر جما کر برس پڑی۔

"یہ کیا ڈرامہ ہے۔۔۔؟ تم مجھے چین سے جینے دو گے یا نہیں۔" اسے اب تک یقین نہیں آیا تھا کہ یہ سامنے کھڑا ڈیشنگ سا بندہ سچ بول رہا ہے۔

"آئی ایم ساری عبادہ ہارون آج اس ڈرامے کا ڈراپ سین ہی تو کرنے آیا ہوں۔" اس نے کان پکڑ لیے۔

"دو بکرے سے جان بچاتی میرے سینے میں آسمانے والی 'حقیقتاً' اسی روز میرے دل کے معبد میں جا بیٹھی تھی۔ مگر میں اس سے پہلے سے ہی تصویر کے ذریعے آشنا ہو چکا تھا۔ جس کے لیے میرے دادا جان نے اپنے دوست کے گھر میرا پرپوزل بھیجا تھا۔ کہانی محبت کی وہیں سے شروع ہوئی تھی۔ سچ میں جان بوجھ کر تمہیں ستانے چڑانے کو غلط ٹریک پر چلا۔۔۔ مگر تم سے دوری برداشت کرنا مشکل امر تھا۔ سو اس محبت کہانی کا کلائمکس کل نکاح کی تقریب تھی۔"

وہ کان پکڑے پکڑے گمبھیر دلکش لب ولہجے میں اقرار محبت کر رہا تھا۔ اور عبادہ عمر شرم و جھجک کو بالائے طاق رکھے ہوئے اسے گھورے جا رہی تھی۔ تبھی ہارون اسے بوکے ٹیبل سے اٹھا کر تھماتے ہوئے بولا۔

"اب بس بھی کرو وہاں پوری بٹالین بھوک سے بلبلا رہی ہے۔"

عبادہ نے اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا تو قدرے فاصلے پر طارم کی سربراہی میں اولیس، طلحہ، محسن اور دیگر کزنز موجود تھے۔ وہ ان سب کو اپنی ہی جانب متوجہ پا کر سٹ پٹاتی کرسی پر گر گئی۔ بوکے پر لگا کارڈ کھولا تو معافی کے لفظ جگمگا رہے تھے۔

آؤ کہ ہم
اپنی اپنی رنجشوں کو بھلا دیں
دل سے کدورتوں کے غبار نکال دیں
اور نفرتیں
جو ہوئی ہیں غلط فہمیوں سے
انہیں مٹا دیں
اگر تم پہل نہیں کرتے تو چلو
ہم ہی قدم بڑھا دیں
کہ محبتوں میں
انا کی بات نہیں چلتی

حقیقت سے خواب اور خواب سے حقیقت تک کے سفر میں بعض اوقات لمحے بھی نہیں لگتے۔ اس کی آنکھوں کی بینائی میں بھی لمحوں میں حقیقت بنتے خواب دیئے کی مانند لو دینے لگے۔

✡ ✡